بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصدق اور مهيمن

علامہ جے این بھٹی

Authenticity of the Bible

According to the Koran

Allama J. N. Bhatti

www.noor-ul-huda.com
September 30, 2007
Urdu

مصدقا لما بین یدیه من الکتاب ومهیمنا علیه (سورہ بقرہ آیت ۵۱)۔

ترجمہ اپنے سے قبل کی کتب مقدس کی تصدیق کرتی اوران کی محافظ ہے۔

مندرجہ بالا قرآنی آیت سے جوسورہ البقرہ میں مندرج ہے ایک متلاشی کے دل کوبظاہر توتسلی اوراطمینان ہوتا ہے مگرجب قرآن مجید کا مقابلہ کتب مقدسہ (توریت،زبوروانجیل) سے کیا جاتا ہے جن کے لئے اسی آیت میں کہا گیا ہے "وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ توبہت مایوسی ہوتی ہے اس لئے کہ ایک آسمانی کتاب دوسری آسمانی کتابوں کی جن کا مآخذ اورمنبع ایک ہی ہے اورجوالہام الہٰی سے ہیں نہ صرف تردید کرتی ہے بلکہ مخالفت پربھی آمادہ نظرآتی ہے۔ حالانکہ اسلام اورمسیحیت ایسے مذاہب ہیں جن کو اہل کتاب کے نام سے پکارا گیا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ یہ ایک دوسرے کے دوست اورخیرخواہ ہوں گے مگرتواریخ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ طلوع اسلام سے موجودہ زمانے تک یہ دونوں برسرپیکاراورایک دوسرے سے دورہوتے چلے جارہے ہیں۔ اس بعد کی وجہ تنگ نظری اورکٹرپن ہے جوایک دوسرے کے نزدیک آنے سے روکتا ہے۔

تفہیم القرآن کا مصنف اس مندرجہ بالاآیت کی تفسیر کرتے ہوئے یوں فرماتا ہے" قرآن اورکتب سابقہ میں جوتھوڑا بہت فرق معلوم ہوتا ہے وہ بھی غیر متعصبانہ غوروتامل کے بعدبآسانی ہوسکتا ہے" اوریہ ممکن بھی ہے بشرطیکہ مندرجہ بالا اعتراضات کا تسلی بخش جوا معترضین کومل جائے اوروہ اعتراض یہ ہیں:

اول: آنحضرت کی رسالت اوراُسکی ضرورت

دوم: قرآن کریم کا من جانب اللہ ہونا

ان دومسائل کے حل کرنے کے لئے دونوں مذاہب کے علماء دین کوشاں ہیں۔ توبھی اسلام مسیحیت کے نقطہ نگاہ سے اورمسیحیت مسلم خیالات کے مطابق تسلی بخش نتیجہ تک نہیں پہنچ سکے اس کا یہ سبب ہے کہ مسیحی طبقہ اپنی الہامی کتب مقدسہ پر ایمان رکھتا ہے۔اوراس کی ساری پیشین گوئیوں پرجوپوری ہوچکی اورہونے والی ہیں یقین کرتا ہے۔ اگرکوئی بات من جانب اللہ ہو اوراس کا تذکرہ ان کی کتب مقدسہ کرتی ہوں تووہ ضروراس کا نہ صرف یقین کرے گا بلکہ اس کے سامنے سرتسلیم خم بھی کردے گا۔ اسلام نے ان کتب سماوی میں سے کوئی ایسی پیشین گوئی بیان نہیں کیں جوصاف اورصریح ان دونوں مسائل کا حل پیش کرتی ہوں لہذا یہ کشمکش بعد کی صورت اختیارکرتی جارہی ہے۔

ہم نے ہما کےگذشتہ شمارے میں" توحید اورکلام مقدس" عنوان کا ایک مضمون شائع کیاجس پر بحث کے دوران میں یہ عرض کیا تھا کہ اگرمسلم علماء توریت اورانجیل سے لفظ" محمد" نکال کر مسیحیت کے روبرورکھ دیں تویہ جھگڑا ابدیت کے لئے طے ہوجائے گا۔اوریہ دونوں بڑے مذاہب ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں گے ۔مگرتاحال یہ معاملہ طے نہیں ہوا۔

اس شمارے میں ہم قرآن کریم کی صداقت اوراختیارپر اظہارخیال کریں گے اوردیکھیں گے کہ تصدیق کرنے والا مہیمناً کہاں تک اپنے دعویٰ میں صادق اوراپنی نگہداشت میں کامل ہے۔طوالت کے خوف سے ہم چند اقتباسات ہی پر اکتفا کریں گے۔

اول: کیا توریت زبوراورانجیل من جانب اللہ ہیں۔

(الف) سورہ البقرہ رکوع ۱۶آیت ۱۳۶۔قُولُواْ آمَنَّا بِاللّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ وَالأسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ترجمہ: ایمان لائے ہم اللہ پر اورجوکچھ اتاری گئی ہم پر اورجوکچھ اتاری گئی ابراہیم اسحاق اوریعقوب پراوراسکی اولاد سے اورجوکچھ اتاری گئی موسیٰ کو اورعیسیٰ کواورجوکچھ دی گئی پیغمبروں کوان کے رب سے نہیں فرق کرتے درمیان کسی کے اورہم اس کے مطیع ہیں (فحن مسلمون)۔

(ب) قرآن توریت اورانجیل کی تصدیق کرنے والا ہے اس لئے خودبھی سچا ہے۔(سورہ یونس ۲۸۴آیت ۔یعنی قرآن کی صداقت کا انحصارتوریت اورانجیل پر ہے اگروہ کسی درجہ تک بقول معترض محرف ہیں توقرآن کی صداقت پرحرف آتا ہے۔

"اورنہیں ہے یہ قرآن بنالیا جائے سوائے اللہ کے ولیکن سچا کرنے والا ہے اس چیزکا اس کے آگے ہے اورتفصیل کرنے والا ہے اس کتاب کی جس میں شبہ نہیں ہے رب العالمین سے سورہ بقرہ رکوع ۱۱،سورہ یوسف آخری آیت۔

(ج) قرآن اہل کتاب کیلئے توریت اورانجیل پرعمل کرنا واجب ٹھہراتا ہے لیکن وہ دونوں خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں المائدہ رکوع ۷ وَآتَيْنَاهُ الإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ۔

ان مقامات سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن ان کتب سماوی سے اپنا نزدیکی رشتہ بناتا ہے اورآنحضرت ایک مسیحی کی طرح توریت اورانجیل کے حامی نظرآتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا اگریہ

حالت قائم رہتی اورایک بہت بڑی جماعت مسیحیت کے جھنڈے تلے آکر نجات کی خوشی اورسیدنا عیسیٰ مسیح کے فضل میں شریک ہوتی۔ مگریہ حالت قائم نہ رہی اورتھوڑے ہی عرصہ بعد آپ اپنے وطن اورکعبہ والے دین میں یہ کہکر کہ یہ دین ابراہیم ہے شامل ہوگئے
سورہ بقرہ ۱۶ وَقَالُواْ كُونُواْ هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُواْ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا یعنی کہا اُنہوں نے ہوجاؤیہود یا نصاریٰ راہ پاؤتم۔ کہہ بلکہ ہم ہیں دین ابراہیم حنیف پر۔
سورہ نحل رکوع ۱۶ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ پھروحی کی ہم نے تیری طرف کہ پیروی کریں ابراہیم حنیف کی کہ وہ نہیں تھا مشرک کرنے والوں سے ۔

اگرآنحضرت کے مشاہدے میں یہود اورنصاریٰ مشرک کرتے نظر آتے تھے لیکن ان کی کتابوں یعنی توریت اورانجیل میں کوئی تعلیم شرک کی نہیں تھی توآپ کوان کتابوں کوترک نہیں کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ غلطی توپیرووں کی تھی جس نے آنحضرت کوان کتابوں سے متنفر کردیا جن پرآپ نے بڑے شوق سے اپنے ایمان کوظاہر کیا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ کوئی جدائی کی پختہ وجہ نہ تھی جس کے باعث آپ کا پہلان ایمان جاتا رہا۔ اسی مقام سے قرآن شریف کا یہ دعویٰ مصدقا لمابین یدیہ اپنی وقت وقار کوکھونا شروع کردیتا ہے۔

غلط فہمی کا آغاز اور علیحدگی کی وجہ

حضرت امام بخاری اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ توریت والے اسے عبرانی میں پڑھتے ہیں اورعربی میں ترجمہ کرکے مسلمانوں کوسجھاتے توآنحضرت نے کہا" اہل کتاب کو نہ سچا کہو اورنہ جھوٹا بلکہ یوں کہوکہ اللہ پر ایمان لائے جوہم پر اتارا (قرآن)اورہم پر اترا (توریت) وغیرہ۔

ابن عباس نے کہا تم اہل کتاب سے کیا پوچھتے ہوتمہاری کتاب توابھی نبی اللہ کے پاس سے اتری ہے تم خالص اس کوپڑھتے ہو۔ اس میں کچھ ملاوٹ نہیں ہوئی اوراللہ تعالیٰ نے تم سے

فرمادیا ہے کتاب والوں نے اپنا دین بدل ڈالا اوروہ اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں (ممکن ہے کسی یہودی کوطومارکی نقل کرتے دیکھا ہو) اور کہتے ہیں کہ اللہ کے پاس سے اتری ہے۔

(توریت آنحضرت سے سینکڑوں سال پہلے نازل ہوئی تھی اوراس وقت لکھنے کا سوال لازم ہی نہیں آتا تھا) مطلب یہ تھاکہ دنیا کا تھوڑا سا مول کمالیں لیکن دیکھو اللہ نے تم کوعلم دیا ہے(قرآن اورحدیث) اس میں اس کی ممانعت ہے کہ تم اصل کتاب سے ان کے دین کی باتیں پوچھو۔صحیح بخاری کتاب الاعتصام صفحہ ۱۶، ۱۷)۔

کیا سچ مچ دین بدل گیا

مصدقا لمابین یدیہ اس امرکا شاہد ہے کہ نہ تو دین نصاریٰ اورنہ دین یہود میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی بلکہ یہ تبدیلی وہ بھید ہے کہ وحی قرآن نےاگرچہ اپنے کوتوریت اورانجیل کا ایماندار مصدق بنایا توبھی اپنی بنیاد وزمانہ جاہلیت کے عربوں کے دستوروں اوریہودیوں اورعیسائیوں کی غیرالہامی حدیثوں اورعیسائی بدعتیوں کے خیالوں پر قائم کی اوریہ ظاہر کیاکہ اہل کتاب نے اپنا دین بدل ڈالا۔اورعربوں والا دین ابراہیم جاری کرنے کے لئے وحی کا سہارالینا پڑا اوراُنہیں قصوں کہانیوں اورحدیثوں کوجوعربوں ،یہودیوں اورعیسائیوں میں الہامی کتابوں کے علاوہ رائج تھیں سناتے رہے اوریوں استدلال فرماتے رہے کہ یہ قرآن اگلی کتابوں کا تصدیق کرنے والا اورچونکہ آپ ان تمام واقعات کے وقت حاضر نہ تھے لہذاآپ کو یہ سب وحی کے ذریعہ پہنچائی گئیں۔سورہ یوسف کروع ۱۱ کے آخر میں یوں آیا ہے۔" یہ خبریں غیب سے ہیں کہ وحی کرتے ہیں ہم تیری طرف اورتواس کے نزدیک نہیں تھا۔"حالانکہ تمام واقعات اوربالخصوص یوسف کا احوال توریت اوریہودیوں کے طالمود میں مفصل موجود تھا کوئی غیب یا وحی کی بات نہ تھی۔

دریافت کرنے سے کیوں روکا گیا

یہ کتب مقدسہ یہود اورنصاریٰ کے پاس تھیں ان کا ان پر نہ صرف ایمان ہی تھا بلکہ وہ اس کے حافظ بھی تھے۔ دیکھو یشوع کی کتاب ۱: ۸۔ لہذا اگرمسلمان یہودیوں اورعیسائیوں سے کوئی بات پوچھتے اوروہ ان کو بتاتے کہ فلاں بات یوں ہے یوں نہیں اورقرآن کے مبدائی کا بھید معلوم کرتے جواکثر عرب کے ناخواندہ لوگوں کومعلوم نہ تھا تواندیشہ تھاکہ وہ قرآن کوترک کردیتے یہ علیحدگی اورممانعت مصلحت آمیز تھی اورمحض ضدپر مبنی تھی کیونکہ یہوداورنصاریٰ قرآن کو نہیں مانتے تھے پس اگریہ ثابت ہوکہ:

(الف) قرآن کے مروجہ مضامین یہودیوں اوربدعتی عیسائیوں کے قصوں اورخیالوں کے اورزمانہ جاہلیت کے عربوں کے دستوروں کے زیادہ مشابہ ہیں اورتوریت اورانجیل کے بہت کم جن کوخدا کی طرف سے سچا مانا گیا ہے توکیا وحی کی مداخلت سچی مانی جاسکتی ہے۔

(ب) قرآن مروجہ کے مضامین بموجب دعویٰ قرآن توریت اورانجیل کی تصدیق کرنے والے ہیں۔توانہیں ایک دوسرے کے مطابق ہوناچاہیے حالانکہ مطابق نہیں بلکہ برخلاف ہیں توکیا اس سے قرآن کا اعتبارکم نہیں ہوتا۔

(ج) اگرسچ مچ تصدیق کی جاتی یعنی اگرقرآن کے مضامین تواریخی اوراخلاقی اگلی کتابوں کے مشابہ ہوتے تواپنا ایک جدا دین جاری کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اس صورت والے مضامین توریت اورانجیل کی موجودگی میں دنیا کے لئے کیا خاص فائدہ رکھتے جوتوریت اورانجیل کوقائم رکھنے سے ہوتا (دیکھو انجیل وقرآن ازپادری جی ایل ٹھاکرداس صفحہ ۶، ۷)۔

توریت اورانجیل کی صداقت جمع آوری اورمن جانب اللہ ہونے کے متعلق مندرجہ ذیل مسلم علمائی کی رائے نہیں کہ ان کا مصدقا لمابین یدیہ سورہ آل عمران آیت ۳ کے بارے میں کیا خیال ہے۔

۱۔ حقانی اپنی تفسیر جلد ثالث صفحہ ۹۳ میں یوں فرماتے ہیں۔

تصدیق کرنا کتب اللہ کا یہ بھی بڑی بھاری بات ہے قرآن میں اورکتب سابقہ توریت اورانجیل وزبور کے مضامین مذکورہ بالا میں سرموتفاوت نہیں اورجوامورجزئیات فرعیات میں کچھ فرق ہے توبلحاظ ملک اورزمانہ ہے اس لئے کہ انبیائی ہرزمانہ میں لوگوں کے مناسب احکام میں کمی زیادتی کیا کرتے تھے۔۔۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اس سے پیشتر خدا نے توریت اورانجیل نازل کی۔

قبلہ حقانی صاحب کی تفسیر سے ہمارا اتفاق ضرورہے پرہم صرف یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ" کمی یازیادتی" کہاں تک کی گئی کیا یہ وقتی تقاضے اورحالت کے زیراثر ہوئی یا محض لاعلمی کی وجہ سے ۔ کیونکہ ایسے امورجن کی ضرورت نہیں رہتی دورکئے جاتے ہیں تاکہ ان کا اعادہ نہ ہو۔ جیسے سیدنا مسیح کی قربانی کے بعد جانوروں کی قربانیاں غیر ضروری سمجھ کر روک دی گئیں مگر قرآنی واقعات کی کمی یازیادتی توبالکل پہلے احکام کی تردید ہے جسے ہم بعد میں بیان کریں گے۔

۲۔ تفسیر روفی صفحہ ۲۳۷ مصدقالمابین یدیہ۔ درحالانکہ سچا کرنے والی ہے یہ کتاب ان کتابوں کی کہ آگے اس کے ہیں یعنی توریت وانجیل وزبورسوان کے صحیفے۔ باقی رہا یہاں ایک خدشہ وہ یہ ہے بین یدیہ سے پیش مکانی نکلتی ہے یا پیش زمانی مراد ہے ۔یہ کیونکر ہوجواب اس کا یہ ہے پیشی نزول میں بمقام مستلزم پیشی زمانی ہے یعنی انزل التواره والانجیل من قبل اوراتاری توریت اورانجیل پہلے تجھ سے یا پہلے نزول قرآن سے۔

۳۔ تفہیم القرآن سورہ آل عمران ۳آیت۔ عام طورپر لوگ تورات سے مراد بائبل کے پرانے عہدنامے کی ابتدائی پانچ کتابیں لیتے ہیں اورنئے عہدنامہ کی چارمشہورانجیلیں اس وجہ سے یہ الجھن پیش آیت ہے۔ کیا فی الواقع یہ کتابیں کلام الہٰی ہیں اورکیا فی الواقع قرآن ان سب باتوں کی تصدیق کرتا ہے جو ان میں درج ہیں۔ لیکن اصلی حقیقت یہ ہے کہ توریت بائبل کی پہلی پانچ کتابوں کا نام نہیں ہے بلکہ وہ جوان کے اندرمندرج ہے اوراسی طرح انجیل نئے عہدنامہ

کے انجیل اربعہ کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ان اندر پائی جاتی ہے۔ دراصل توریت سے مراد وہ احکام ہیں جوحضرت موسیٰ کی بعثت سے لے کر ان کی وفات تک تقریباً چالیس سال کے دوران ان پر نزول ہوئے اوران میں سے دس احکام تووہ تھے جواللہ تعالیٰ نے پتھر کی لوحوں پر کندہ کرکے اُنہیں دئیے تھے ۔۔۔۔قرآن بھی ان منتشر اجزا کو توریت کہتا ہے اوراُنہیں کی تصدیق کرتا ہے۔ اورحقیقت یہ ہے کہ ان اجزا کوجمع کرکے جب قرآن سے ان کا مقابلہ کیا جاتا ہے توبجزاس کے کہ بعض بعض مقامات پر جزوی احکام میں اختلاف ہے اصولی تعلیمات میں دونوں کتابوں میں ایک ہے جس میں سرموفرق پایا نہیں جاتا۔ آج بھی ایک ناظر صریح طورپر محسوس کرسکتا ہے کہ یہ دونوں چشمے ایک ہی منع سے نکلے ہیں۔ بلکہ انجیل حضرت مسیح کے وہ ارشادات ہیں جو ان کے اندردرج ہیں ہمارے پاس ان کو پہچاننے اورمصنفیں سیرت کے اپنے کلام سے ان کو ممیز کرنے کااس کے سوا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ کہ جہاں سیرت کا مصنف کہتا ہے مسیح نے یہ فرمایا۔ یا لوگوں کویہ تعلیم دی صرف وہی مقامات اصل انجیل کے اجزا ہیں اورقرآن انہیں اجزائی کے مجموعے کوانجیل کہتا ہے ۔ اوراُنہیں کی وہ تصدیق کرتا ہے۔ آج کوئی شخص ان بکھرے ہوئے اجزا کو مرتب کرکے قرآن سے ان کا مقابلہ کرکے دیکھے تووہ ان دونوں میں بہت ہی کم فرق پائے گا اور جوتھوڑا بہت فرق معلوم ہوگا وہ بھی غیرمتعصبانہ غوروتامل کے بعد بآسانی حل کیا جاسکے گا صفحہ ۲۳۱ تا ۲۳۳) ہم تفہیم القرآن کے مصنف سے متفق نہیں کہ قرآں اورانجیل میں بہت تھوڑا فرق ہے۔

۳۔ مولوی محمد علی کے ترجمہ القرآن میں یہ مرقوم ہے۔

تورات اُس مجموعہ کانام نہیں جسے بائبل کہا جاتا ہے۔ بلکہ توریت ان کتابوں کا نام ہے جوموسیٰ کودی گئیں۔ بائبل یا پرانے عہدنامے سے مطلب ہے توریت، زبور صحائف، انبیائی اورانجیل توریت کے اصلی معنی نور کے ہیں۔اس لئے الکتاب یعنی بائبل مقدس کونور کہا گیا ہے۔ توریت اورانجیل میں چونکہ بہت سی ایسی پیشین گوئیاں ہیں جوآنحضرت میں پوری

ہوتی ہیں لہذا یہ لوگوں کے لئے راہنما ہے۔ مگرہدایت کے لئے وہ کتاب ہے جوآنحضرت پر نازل ہوئی۔

مندرجہ بالا علمائی کے خیال سے مصدقا لما بین یدیہ کا مطلب بالکل عیاں ہوگیا۔ کہ توریت اورانجیل جس صورت میں آنحضرت کی بعثت سے قبل تھیں ویسے ہی ان کے ظہور کے وقت بھی موجود تھیں۔ اورآپ کے ظہور سے قبل سینکڑوں برس پہلے یہودیوں اورعیسائیوں میں الہامی مانی جاتی تھیں خدا نے انسان کو دینداری اورعرفان الہٰی میں قائم رکھنے کے لئے اپنے بندوں کی زبانی روایتوں کے آسرے پر نہیں چھوڑا بلکہ ان کوایک فتر اپنے نبیوں کی معرفت دیا تاک وہ مستند مرجع رہے۔ چنانچہ موسیٰ جس کی معرفت توریت دی گئی تھی لکھتا ہے" خداوند نے موسیٰ سے کہا اب توجااورمیں تیری بات کے ساتھ ہوں اورجوکچھ توکہے گا تجھ کوسکھاؤں گا خروج کی کتاب ۴: ۱۱تا ۱۲"تب خداوند نے موسیٰ سے کہا اب توجااوریادگاری کے لئے اسے کتاب میں لکھ لے" خروج ۱۷: ۱۴ اورنبیوں کی بابت لکھا ہے۔ "اُنہوں نے اپنے دلوں کوالماس کی مانند سخت کیا تاکہ شریعت کواوراس کلام کو نہ سنیں جورب الافواج نے گذشتہ نبیوں پر اپنی روح کی معرفت نازل فرمایا تھا(وغیرہ زکریا ۷: ۱۲)۔

سیدنا مسیح نے بھی توریت اورانجیل کی تصدیق کی۔

"ان کے پاس موسیٰ اورانبیائی توہیں ان کی سنیں(لوقا ۱۶: ۲۹)۔

خداوند کے رسولوں کا بھی یہی ایمان تھاکہ تم ان باتوں کوجو پاک نبیوں نے پیشتر کہیں اورخداوند اورمنجی کے اس حکم کویادرکھو جوتمہارے رسولوں کی معرفت آیا تھا(۲پطرس ۳: ۲)۔

پہلے یہ جان لوکہ کتاب مقدس کی کسی نبوت کی بات کی تاویل کسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب سے خداکی طرف سے بولتے ہیں(۲پطرس ۱: ۲۰تا ۲۱)۔

سیدنا مسیح نے اپنی زندگی کی تواریخ بھی انسانی روایتوں کے بس میں نہ چھوڑی بلکہ چشم دید گواہوں نے روح القدس کی تاثیر سے اس کو قلمبند کیا وہ زندگی بذات خود الہٰی مکاشفہ تھی۔ یوحنا کی انجیل ۱۴: ۱۰۔ ۲۵، ۲۶ رسولوں کے اعمال ۱: ۸۔ یہ انجیل سیدنا مسیح اوراُس کے کلام اورکام کا نام ہے جیسے مرقس حواری نے فرمایا" خدا کے بیٹے یسوع المسیح کی انجیل کا شروع (مرقس۱: ۱)۔

گلتیوں ۱: ۸ میں پولوس انجیل کے متعلق یہ فرماتا ہے کہ

" اگرہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ انجیل کے سوا جوہم نے تمہیں سنائی کوئی اورانجیل سنائے توملعون ہو"۔

یہ وہی انجیل تھی جوآنحضرت سے قبل اوران کے زمانے میں اوراب بھی رائج ہے۔ اوراس کو اُنہوں نے خدا کی طرف سے الہامی تسلیم کیا۔ اوریہ بھی مان لیاکہ وہ حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی۔ گواس کے اندر جولکھا تھا چونکہ آپ اس سے ناواقف تھے اس لئے ان کی یہ تصدیق بھی برائے نام تھی۔

آنحضرت کے زمانے کے بعد سے مسلم علمائی اس بات پر کہ قرآن بلحاظ وحی توریت اورانجیل پر فوقیت رکھتا ہے زوردیتے آئے ہیں مگرافسوس سے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایک ناقد اپنی کھوج کے بعد اس برتری کونہیں پاتا۔

قرآن شریف کی ازلیت اوراُس کی برتری کی بناء

مسلمانوں کا خیال ہے کہ قرآن شریف ایسی کتاب نہیں جس کی ابتدا آنحضرت کی بعثت سے شروع ہوئی بلکہ یہ خدا کے ساتھ ازل سے چنانچہ ابوحنیفہ فرماتے ہیں۔ کلمات قرآن صحیفوں پر نقل ہونے سے پیشتر موجود تھے یعنی کائنات کی خلقت سے بھی پہلے ان کی ہستی تھی اس لئے امام اعظم اسے غیر مخلوق کہتے ہیں اورفرماتے ہیں کہ تمام قرآن بطور صفت الہٰی ازل سے موجود ہے اورجس طرح انسانی اعمال ازل سے لوح محفوظ پر لکھے ہوئے

ہیں۔ ویسے یہ بھی لکھا ہوا تھا پھر وہاں سے آسمانی لوگوں کے ذریعہ سے منتقل ہوکر آسمان کے سب سے نچلے طبقہ پر پہنچایا گیا۔ اوروہاں سے تھوڑا تھوڑا کر کے جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد کے پاس لائے یہی وحی ہے (یعنی ہرچیز مع الفاظ خدا کے پاس محمد کے پاس لائی جاتی تھی) آنحضرت کے اوقات وحی بہت عجیب وغریب تھے جو علامات کے ذریعہ مشاہدات میں آتے تھے ان سے پورا یقین ہوجاتا تھا کہ قرآن شریف میں کوئی غیر الہامی جزداخل ہونے میں نہیں پاتی تھی۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث اس بات کی شاہد ہے۔

حضرت عائیشہ سے مروی ہے کہ جب قرآن شریف کی پہلی سورت" العلق" آپ پر نازل ہوئی توحارث بن ہشام نے آپ سے دریافت کیاکہ آپ پر وحی کیسے آتی ہے۔آپ نے جواب دیا کبھی گھنٹی کی آواز کی طرح اورکبھی فرشتہ انسان کی صورت میں آکر مجھ سے بات چیت کرتا ہے اورجب آپ معراج پر لے جائے گئے توخدا آپ سے ہمکلام ہوا بہر کیف آپ کے حواس بشری میں تبدیلی واقع ہوتی توآپ یا توبے ہوش ہوجاتے یا وجد میں آجاتے اس حالت میں وحی آپ اترتی تھی پھرہوش میں آکر وہ آیت آپ لوگوں کوسنادیتے لوگ اسے سفید پتھروں یا کھجور کے پتوں پر لکھ لیتے یاحفظ کرلیتے اسلام میں وحی یا الہام کاسب سے اعلیٰ تصوریہی ہے۔ اس طرح کے اسلامی الہام کی وجہ سے مسلم علمائی کے سامنے یہ دقت پیش آئی کہ قرآن سے ان عارضی دقتی اورنجی واقعات کوحقیقی اورالہٰی واقعات سے علیحدہ کیا جاسکے تاکہ محدود کالا محدود کے ساتھ شریک ہونے سے بچائے کیونکہ ایسے واقعات سورہ احزاب ۔جنگوں کے معاوضے غنیمت کے مال کی تقسیم زیدوزینب کا واقعہ اوردیگر واقعے وقتی تقاضے ہیں جو ضرورت کے بعد ختم ہوجاتے ہیں جومخلوق اورمحدود ہیں خدا کی ازلی اورزندہ صفات کے ساتھ ملائے نہ جائیں کیونکہ یہ شرک اورکفر ہوگا لہذا اُنہوں نے قرآن کو دوحصوں میں تقسیم کردیا (دیکھئے خیالات معتزلہ القرآن صفحہ ۷ مصنفہ سیل)

اول عارضی

دوم ازلی

اب ایسی تقسیم ایک دم جنسیت غیر مخلوقیت یا قدامت کوغائب کردیتی ہے اس سے نہ تنزیل قائم رہتی ہے اورنہ وحی کی ضرورت ۔لہذا یہ ماننا پڑتا ہے کہ الہام افضل ہے نہ کہ تنزیل وحی کیونکہ

(۱۔) تنزیل کا اصول معنی اورمطالب سے قطع نظرکرکے الفاظ کی طرف راغب کرتا ہے اورمقصد وسیلہ اوروسیلہ مقصد بن جاتا ہے۔

(۲۔) ملہم شخص کی تمام منزلت اورقدرضائع ہوجاتی ہے۔ کیونکہ ایسے الہام میں نہ اس کی سمجھ اورنہ اس کی کسی اورطاقت کوحصہ ملتا ہے لہذا وہ شخص ملہم کسی گراموفون یا ٹیت ریکارڈ سے بہترین ہوتا جس سے الہیٰ مقاصد کا درست استعمال کیا جاسکے۔ لہذا روح محفوظ غیر مخلوق اوروحی کے مسلم خیال سے خدا اپنے مقاصد کوبراہ راست بنی نوع انسان کے روبرو پیش نہیں کرسکتا اورنہ ملہم اپنی سمجھ اورعقل سے خدا کے ارادوں کی ترجمانی کرسکتا ہے۔ خدا کا شکر ہوکہ مسیحی ایسی وحی کا قائل نہیں۔

کتب مقدسہ اور مسیحیوں کا اعتقاد

توریت کتب مقدسہ کا وہ مجموعہ ہے جس کو یہودی ربیوں نے اس طرح تقسیم کیا۔

اول: شریعت یعنی موسیٰ کی پانچ کتابیں۔

دوم: صحائف انبیائی جن میں تواریخی کتابیں بھی شامل ہیں جن کوانبیائی نے لکھا۔

سوم:صحائف مقدسہ" کتبیم" جن میں مزامیر اوردوسری مقدس کتابیں،نظمیں یا امثال شامل ہیں۔ ان تمام کتابوں پر نبیوں نے الہام محمول کیا اورجس قسم کا الہام اُنہوں نے ان کتابوں کیلئے مانا وہ نہایت ہی اعلیٰ درجے کا تھا۔ فیلو صاحب جوایک مسیحی عالم ہوئے ہیں

وہ ان کتابوں کومخلوق کہتے ہیں مگران کے الہام کا منبع خدا ہے اوریہ الہام ملہم اشخاص تک پہنچایا گیا اوران سے الہامی کتابوں کی شکل میں ظاہر ہوا اس کی اُنہوں نے تین قسمیں بتائی ہیں۔ جوحسب ذیل ہیں۔

الہام کی وضاحت اور تشریح

(۱۔) جب نبی خدا کے مترجم کی طرح بولتا ہے اس صورت میں خدا اورانسان میں کامل تطابق ہے۔

(۲۔) اس صورت میں ملہم خدا سے اورخدا ملہم سے خطاب کرتا ہے ۔

(۳۔) جس صورت میں نبی شخصی طورپر خود کہتا ہے مگرجوکچھ کہتا ہے روح الہٰی کی ہدایت سے کہتا ہے۔

فیلو صاحب کے خیال کے مطابق خدا کےا لفاظ (خیال) الہام کا وسیلہ ہیں۔ اسی طرح دوسرے ربیوں نے الہام کے ہر وسیلہ کوکہ جس کا ذکر توریت میں ہے۔(فرشتہ ،روح، آوازوغیرہ) سیمرہ یعنی کلمہ یہود کے نام سے نامزد کیا ہے یوں قدیم ربیوں کے بیان کے مطابق تمام صحیفے یکساں طورپر الہامی ہیں اورخدا تمام الہامی کتابوں کا منبع ہے اورسب اسی کا کلام ہے۔مگراس صورت میں الہام میں صفائی کے ساتھ فرق ماننا چاہیے ۔ کیونکہ یہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ پاک صحیفے کا ہرلفظ یکساں طورپر الہامی ہے اسلئے کہ

(۱۔) یہ انسانی تعلیم ہے۔ خدا نے صفائی کے ساتھ یہ نہیں سیکھایا کہ اس کی مکمل تابعداری کی جائے۔

(۲۔) اس سے خدشہ یہ ہے کہ بجائے نفس تعلیم کے حرفوں کی پرستش ہونے لگتی ہے۔

(۳۔) اس سے الہٰی الہام ان حادثات کے تحت میں آجاتے ہیں جن کا نسخوں کے نقل کرنے کے دوران میں ہونے کا امکان ہے۔

نیزوہ الہام کے مطالب کی ترتیب کواوروواضح اورصاف کرتے ہیں۔

اول۔ وہ کتابیں جہاں خدا لوگوں سے خاص کرمتکلم ہے۔

دوم۔ وہ مقامات جہاں انسان کا خدا سے خطاب ہے۔

سوم۔ وہ کتابیں جہاں ملہم انسانی صرف خدا اوراس کے لوگوں اوراسکی دنیا کی بابت بناتے ہیں۔

خود کتابِ مقدس اس طرح کے الہام کولاثانی بناتی ہے جیسے اس نے موسیٰ اورایلیاہ سے کلام کرتے وقت بلند اورہلکی دبی سی آوازکواستعمال کیا۔علیٰ ہذا القیاس یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ خدا کا روح نہ صرف ان کتب مقدسہ کا مصنف ہے بلکہ ایڈیٹربھی ہے۔

انجیل مقدس کا الہام

یہ اظہر ہے کہ انجیل جس الہام کا دعویٰ کرتی ہے وہ اس الہام سے جس کا دعویٰ قرآن کرتا ہے بالکل مختلف ہے انجیل کی مذکورہ کتاب پہلی صدی کے مختلف زمانوں میں لکھی گئی ہے سب سے آخری غالباً یوحنا کی تحریر ہے جو..ئی کے قریب یا سیدنا عیسیٰ مسیح کی موت کے ستر برس بعد لکھی گئی (۱) مگریہ مانا جاچکاہے کہ مسیح اورمحمد صاحب کے درمیان چھ صدیوں کے دوران میں اس موجودہ انجیل کےسوا جوعہد جدید کہلاتی ہے کوئی اورمسیحی کتاب الہامی مانی نہیں جاتی تھی۔

(۲۔) کسی اورکتاب کی موجودگی کا جوالہامی انجیل مانی جاتی تھی یاکسی ایسی کتاب کا جو۶۲۳ئی کے بعد گم ہوگئی ہے ذرا بھی ثبوت بہم پہچانے کا چلینج کسی نے بھی منظورنہیں کیا۔

(۳۔) تمیتھس۳: ۱۶ ہرایک صحفیه جوالہام سے ہے تعلیم اورالزام اوراصلاح اورراستبازی میں تربیت کرنے کیلئے فائدہ مند بھی ہے۔

مکاشفه ۲۲: ۱۸ میں ہرایک آدمی کے گناہ جواس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہے گواہی دیتاہوں که اگرکوئی آدمی ان میں کچھ بڑھائے توخدا کی اس کتاب میں لکھی ہوئی آیتیں اس پر نازل کرے گا۔ اوراگرکوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے توخدا اس زندگی کے درخت اورمقدس شہر میں سے جن کا اس کتاب میں ذکر ہے اس کا حصه نکال ڈالے گا۔

اول ۔ لہذا مسیحی اس خیال کے بالکل حامی نہیں که انجیل ایک ایسی کتاب ہے جومسیح سے قدیم ہے اورمسیح اوراس کے حواریوں پر نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ یه تعلیم نه صرف غیر ضروری بلکه فضول اورخطرناک ہے صرف خودنبیوں کومختلف صورتوں اور طریقوں میں الہامی ہوناماں لیناکافی ہے۔ اوریوں نفس مطلب کا الہامی ہونا خود اس سے آپ ہی ظاہر ہوجاتا ہے۔

دوم۔ انسان پر الہٰی مکاشفه کوایسا محدود سمجھنا که کتاب کے اندرجمع ہوسکے نه صرف غیرضروری بلکه خدا کی شان کے لائق بھی نہیں ہے اورخدا اس بات کی نگہداشت بھی کرتا ہے که ادنیٰ اورغیرضروری بات تحریر میں نه آجائے۔

سوم۔ اس لئے انجیل کے حروف پر اس کے معنی کے علاوہ بہت زوردینا که اگرکوئی لفظ تلف ہوجائے تومکاشفه ادھورا ہوجاتا ہے ایک غیر ضروری اورفضول بات ہے۔

علاوہ ازیں انجیل مقدس کے لاتعداد نسخے ہیں جس سے اس کی صحت اورصداقت کا اندازہ ہوتا رہتا ہے لیکن قرآن کے سب نسخے بجز ابن سعود اورحضرت علی کے نسخوں کے حضرت عثمان نے جلوادئیے۔ صرف اپنا تیار شدہ نسخه رائج کیا۔ اورمقابله کا سوال ہی مٹاڈالا مسیحی جماعت کا سب سے بڑا الہام یا مکاشفه خود سیدنا عیسیٰ مسیح ہے جوخدا کا

کلمه اوراس کا کلام اورمظہر ہے دنیا اسی کے وسیله سے پیدا ہوئی ۔ وہی ابتدا اورانتہا ہے(یوحنا کی انجیل ۱: ۱تا ۴آیت)۔

مندرجه ذیل موازنه سے ناظرین خود ہی اسی نتیجے تک پہنچ جائیں گے که قرآن اورانجیل وتورات میں کون سا کلام الہامی ہے اورکس میں ردوبدل ہوا ہے۔

حقانی صاحب کا کہنا ہے قرآن اورکتب سابقه توریت اورانجیل وزبور کے مضامین مذکورہ بالا میں سرموتفاوت نہیں۔ تفہیم القرآن کے مصنف کا یه خیال ہے که توریت موسیٰ کی پانچ کتابیں ہیں اورانجیل سے مراد نئے عہدنامه کی پہلی چارانجیل ہے۔ ان دوعلمائی کے خیال سے ہم مندرجه بالا اقتباسات پیش کریں گے جس سے مصدقا لمابین یدیه ومهیمنا کاوہ مطلب جوقرآن کہتا ہے نہیں نکلتا۔

اب ذراان قرآنی تصدیق کے دعویٰ کے متعلق ملاحظه کریں ۔

سوره المائده رکوع ۷آیت ۵۱ وانزلنا الیك الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتاب ومهیمنا علیه۔ اورہم نے کتاب برحق تمہاری طرف اتاری جوکه کتابیں اس سے پہلے ہیں اُن کی تصدیق کرتی اوران کی محافظ ہے۔

سوره یونس رکوع ۶آیت ۳۷وَلَـكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لاَ رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ بلکه جو کتابیں اس سے پہلے ہیں یه ان کی پروردگارعالم کی طرف سے تصدیق ہے تفصیل کتابوں کی یوں کی گئی ہے۔

سوره یوسف رکوع ۱۲آیت ۱۱۱۔مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَـكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ یه قرآن کوئی بنائی ہوئی کتاب تو ہے نہیں بلکه اس سے پہلے ہیں ان کی تصدیق کرتا ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہے که قرآن کے نزول کی غرض یه نه تھی که سابقه کتب مقدسه کومنسوخ یا برطرف کرے اورنه ان کے خلاف کچھ کہے بلکه ان کی تصدیق اورحفاظت کرے۔

اب توریت کا سب سے پہلا واقعه یه ہے۔

اسلام اورمسیحیت پرروشن ہے کہ آدم نے اس درخت کا پھل کھانے سے جس کے لئے خدا نے اسے منع کیا تھا گناہ کیا وہ کون سا مقام تھا جہاں آدم اوراُسکی جوروحوا اس گناہ کے مرتکب ہوئے۔ توریت اس کے بارے میں یہ بیان کرتی ہے کہ (پیدائش ۲باب ۸سے ۱۷)۔اورخدا نے عدن میں پورب کی طرف ایک باغ لگایا اورآدم کوجسے اُسنے بنایا تھا وہاں رکھا اورخداوند خدا نے ہردرخت کوجودیکھنے میں خوشنما اورکھانے میں خوب تھا اورباغ کے بیچوں بیچ حیات کے درخت اورنیک وبد کی پہچان کے درخت کوزمین سے اگایا اورعدن سے ایک ندی باغ کوسیراب کرنے کو نکلی اوروہاں سے تقسیم ہوکر چارسرے نہروں کے بنے پہلی کا نام فیسون ہے جوحویلہ کی ساری زمین کو جہاں سونا ہوتا ہے گھیرے ہوئے ہے۔ اوراس زمین کا سونا چوکھا ہے اوروہاں موتی اورسنگ سلیمانی بھی ہیں۔ اوردوسری ندی کا نام جیحون ہے جوکوش کی ساری زمین کوگھیرے ہوئے ہے۔ اورتیسری ندی کا نام دجلہ ہے جواسور کے مشرق کوجاتی ہے اورچوتھی ندی کا نام فرات ہے۔ اورخداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ توباغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھاسکتا ہے ۔ لیکن نیک وبد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روزتونے اُسے کھایا تومرا"۔

پیدائش ۳باب کی ۶آیت۔ عورت نے جودیکھاکہ وہ درخت کھانے کے لئے اچھا اورآنکھوں کو خوشنما معلوم ہوتا ہے اورعقل بخشنے کے لئے خوب ہے تواُسے کے پھل میں سے لیا اورکھایا اوراپنے شوہر کوبھی دیا اوراُسنے کھایا"۔

پیدائش ۳: ۲۲ اورخداوند خدا نے کہا دیکھو انسان نیک وبد کی پہچان میں ہم سے ایک کی مانند ہوگیا۔اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اورحیات کے درخت سے بھی کچھ لے اورکچھ کھائے اورہمیشہ جیتا رہے اس لئے خداوند خدا نے اس کو باغ عدن سے باہر کردیاکہ زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا تھاکھیتی کرے۔

اوّل: باغ عدن جس میں خدا نے آدم کورکھا تھا اسی زمین پرتھا۔ بڑے بڑے دریاؤں کے نام دئیے ہوئے ہیں ۔یعنی ہیدیکل جوٹیگرس اورفرات بہت مشہورہیں اورآج تک موجود ہیں اورزمین کوش آج تک مشہورملک ہے اوراسوریا بہت صدیوں تک مشہورملک رہا ان دریاؤں کے نام جوباغ عدن سے نکلے اوران ملکوں کے نام صفائی سے یہ ظاہرکرتے ہیں کہ باغ عدن زمین پرتھا اوراس میں درخت ممنوعہ کے پھل کوکھانے سے گناہ سرزد ہوا۔

دوم:وہ درخت جس سے آدم نے پھل کھایا وہ نیکی اوربدی کی پہچان کا درخت تھا (نہ کہ حیات کا درخت) کیونکہ جب آدم نے اس نیکی اوربدی کی پہچان کے درخت سے پھل کھالیا جس کے لئے اسے منع کیا گیا تھا توخدا نے اسے باغ عدن سے نکال دیا تاہو نہ ہو وہ حیات کے درخت سے بھی کچھ کھالے۔

یہ دونوں واقعات ازروئے الہام موسیٰ پر نازل ہوئے جس نے توریت لکھی اورواقعہ منسوخ نہیں ہوتا۔ اب کیوں کر قرآن ان دونوں واقعات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ توریت میں سے تبدیل نہ ہوجائیں۔

سورہ بقرہ رکوع ۴آیت ۳۴تا ۳۶۔

جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے جھکو توشیطان کے سوا سب جھک پڑے اس نے نہ مانا اورشیخی میں آگیا اورنافرمان بن بیٹھا اورہم نے کہا اے آدم تم اورتمہاری بی بی باغ میں بسو اوراسی میں جہاں کہیں تمہارا جی چاہے بافراغت کھاؤ پیو مگراس درخت کے پاس مت بھٹکنا ورنہ تم اپنا نقصان کروگے پس شیطان نے ان کووہاں سے اکھاڑدیا جس حالت میں تھے اس سے ان کونکلوادیا۔ اورہم نے حکم دیاکہ تم اترجاؤ تم ایک دشمن ایک اورزمین میں تمہارے لئے ہروقت تک ٹھکانا اورسازوسامان ہے۔

سورہ الاعراف ع ۲۔ ۳آیت ۔ ۱۸، ۱۹، ۲۲، ۲۴، ۲۶۔

اے آدم تم اورتمہاری بی بی بہشت میں رہو۔۔۔۔۔۔ اورتمہارے رب نے جودرخت کی مناہی کی ہے توہو نہ ہو اس کا سبب یہ ہے کہ تم دونوں فرشتے نہ ہوجاؤ۔یا تم دونوں ہمیشہ کو جیتے نہ رہو۔۔۔۔۔ اورلگے بہشت کے پتوں کواپنے اوپر چپکانے ۔۔۔۔۔تم کوایک خاص وقت تک زمین میں رہنا ہوگا۔۔۔۔ اوراے بنی آدم شیطان تم کو بہکانہ دے ۔۔۔۔اورتمہارے والدین کو بہشت سے نکلوادیا۔

سورہ طه رکوع ۷ آیت ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۸۔

۔۔۔۔۔ایسا نہ ہو کہ تم دونوں کو بہشت سے نکلواباہر کرے۔۔۔شیطان نے آدم کو پھسلایا اورکہا کہ آدم کہو تم کوہمیشگی کا درخت بتلادوں۔۔۔۔ اوراُنہوں نے اس سے کھایا اوران کے پردے کی چیزیں ننگی ہوگئیں اورلگے باغ بہشت کے پتے اپنے اوپر چپکانے ۔

اب غورفرمائیں ۔ قرآن کی مندرجہ بالا آیات یہ ظاہرکرتی ہیں کہ باغ جس میں آدم گناہ کا مرتکب ثمر ممنوعہ کے کھانے سے ہوا زمین پر نہ تھا بلکہ بہشت میں اورجس میں درخت کاپھل آدم نے کھایا حیات کا درخت تھا اب کیونکر قرآن توریت میں خدا کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے جس میں خدا کی طرف سے موسیٰ کوصدیوں قبل محمد بتلایا گیا تھا کہ باغ عدن میں آدم نے گناہ کیا زمین پر تھا اوردرخت جس سے اُس نے کھایا نیکی اوربدی کی پہچان کا درخت تھا اب قرآن اس جگہ بجائے تصدیق کے تردید کرتا ہے اوران دونوں حقیقتوں کوجوموسیٰ کودی گئیں بدل دیتا ہے کیا مصدقا لما بین یدیہ کا مطلب یہی ہے۔

اب ان پانچ کتابوں میں ایک اورواقعہ پیش کرتے ہیں۔

نوح اوراس کے بیٹوں کا واقعہ پیدائش ۶ باب ۹ تا ۱۰ آیت۔

نوح کا تولد نامہ یہ ہے نوح اپنی قرنوں میں صادق اورکامل تھا اورنوح خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اوراس سے تین بیٹے سام۔ حام اوریافت پیدا ہوئے۔ اس جگہ خدا نے ایک واقعہ

کی خبردی اورموسیٰ نے اسکوتوریت میں درج کیا۔ طوفان کے تھوڑے ہی عرصہ پہلے خدا نے نوح کوفرمایاکہ مع اپنے خاندان کے کشتی میں سوارہو۔

پیدائش ۷: ۷" اورخدا نے نوح کوفرمایا تواورتیرا گھرانہ کشتی میں سوار ہو"۔ جوحکم خداوند کی طرف سے نوح کو ملا اس نے اس کی پیروی کی اوراپنے خاندان سمیت کشتی میں سوار ہوگیا۔

پیدائش ۷: ۱۳ اوراسی دن سام اورحام یافت نوح کے بیٹے اورنوح کی جورو اس کے تینوں بیٹوں کی جوروئیں ان کے ساتھ کشتی میں داخل ہوگئیں۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ نوح کے تین ہی بیٹے تھے اورتوریت سے جوموسیٰ پر الہام سے نازل ہوئی یہ پتہ نہیں چلتا کہ ان تینوں بیٹوں کے علاوہ نوح کے کوئی اوربھی بیٹا ہے یہ بالکل اچنبھا ہے کہ قرآن سورہ ہود ۔۴آیت میں نوح کے ایک بیٹے کا جوکشتی میں داخل نہ ہوا ذکر کرتا ہے۔ نوح نے اسے پکارا کہ بیٹا ہمارے ساتھ بیٹھ لے اورکافروں میں شامل نہ ہووہ بولا میں کسی پہاڑکے سہارے لگ جاتا جومجھ کوطوفان کے پانی سے بچالیگا۔ دوسروں کے ہمراہ نوح کا بیٹا بھی غرق آب ہوگیا"۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نوح کا ایک چوتھا بیٹا بھی تھا جوکافرتھا اورڈوب گیا۔ کیا یہ توریت کے واقعے کی تصدیق ہے؟

اختصار کوملحوظ رکھتے ہیں ہم توریت کے بے شمار واقعات میں سے جن کی قرآن تصدیق نہیں تردید کرتا ہے صرف دس واقعات کا ذکرکریں گے۔

(۱۔) باغ عدن زمین پر تھاقرآن کہتا ہے کہ نہیں باغ عدن بہشت میں تھا۔

(۲۔) توریت کہتی ہے آدم نے نیکی اوربدی کے پہچان کے درخت سے کھایا۔ قرآن کہتا ہے نہیں اُس نے حیات یا ہمیشگی کے درخت سے کھایا۔

(۳۔)توریت میں لکھا ہے نوح کے صرف تین ہی بیٹے تھے۔ قرآن کہتا ہے نوح کے چار بیٹے تھے۔

(۴۔) توریت کہتی ہے فرشتوں نے ابراہیم کا تیار کیا ہوا کھانا کھایا۔ پیدائش ۱۸: ۷تا ۸۔
قرآن کہتا ہے اُنہوں نے نہیں کھایا۔ سورہ ہود رکوع ۷ آیت ۶۹تا ۷۰۔
(۵۔)توریت کی روسے یوسف نے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان کیا پیدائش ۳۷: ۹ تا ۱۰۔

قرآن کہتا ہے نہیں اس کے باپ نے انہیں بتانے سے منع کیا سورہ یوسف رکوع ۱آیت ۳۔
(۶۔) توریت کہتی ہے جس کنوئیں میں اُنہوں نے یوسف کو ڈالا وہ اندھا کنواں تھا۔ قرآن کہتا ہے نہیں اس میں پانی تھا۔
(۷۔) توریت کہتی ہے موسیٰ نے جلتی ہوئی جھاڑی اُس وقت دیکھتی جب وہ سسر شعیب یاتیرو کے ہاں ملازم تھا اوراکیلا تھا (خروج ۳: ۱تا ۴۔ اورخروج ۴: ۱۸ تا ۲۰)۔ کیونکہ جلتی جھاڑی کے مشاہدے کے بعد اپنے سسر کے پاس لوٹ آیا اورجانے کے لئے اجازت چاہی۔
قرآن کی رو سے ۔موسیٰ اپنی ملازمت پوری کرکے رخصت ہوچکا تھا اورتنہا نہیں بلکہ اپنے عیال واطفال کے ہمراہ تھا اورمصر کوجارہا تھا(سورہ قصص رکوع ۴آیت ۲۹)۔
(۸۔) توریت فرماتی ہے دوسری تکرارجس میں موسیٰ نے مداخلت کی وہ عبرانیوں کے درمیان ہوئی خروج کی کتاب ۲: ۱۳تا ۱۴)۔
قرآن کہتا ہے نہیں دوسری تکرار عبرانی اورمصری کے درمیان ہوئی سورہ قصص رکوع ۲آیت ۱۸تا ۱۹۔
(۹۔) توریت میں درج ہے کہ موسیٰ کے سسر شعیب یایترو کی سات بیٹیاں تھیں (خروج ۲: ۱۶)۔
مگر قرآن کہتا ہے اس کی دوبیٹیاں تھیں۔ (سورہ القصص رکوع ۳آیت ۲۳)۔

(۱۰۔) توریت میں مذکور ہے کہ شریعت جوبنی اسرائیل کو دی گئی وہ ویسے ہی تھی جیسے کہ پہلی دوتختیوں پر مرقوم تھی (خروج ۳۴: ۱تا ۴) "پرخداوند نے موسیٰ سے کہا کہ اپنے لئے پہلی دولوحوں کے مطابق دولوحیں پتھر کی تراش لے اورمیں اُن لوحوں پر وہ باتیں جوپہلی لوحوں پر تھیں جنہیں تونے توڑڈالا لکھونگا" ۔۔۔۔۔۔ اوراُس نے اس عہد کی باتیں وہ دس حکم لوحوں پر لکھے۔

قرآن کہتا ہے کہ یہ شریعت مکمل نہیں کیونکہ یہ ان ٹوٹی ہوئی تختیوں کے ٹکڑوں سے فراہم شدہ تھی۔ (سورہ الاعراف ع ۹آیت ۱۵۴)۔

اب ناظرین خود ہی فیصلہ کریں کہ اس واقعات میں مصدقا لمابین یدیہ کہاں تک صادق ہے۔

اب قرآن کی اس تردید اورمخالفت کے بعدہم انجیل مقدس کے چند واقعات پیش کرتے ہیں جہاں یہ تصدیق اپنے مخالفت کی انتہائی درجہ پر ہے۔

سورہ آل عمران ع ۱آیت ۳۔ ۴۔ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ بِآيَاتِ اللّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَاللّهُ ہدایت کے لئے توریت اورانجیل اتاری ۔۔۔۔۔ جولوگ خدا کی آیتوں سے منکرہیں بیشک ان کوسخت عذاب ہوگا۔

سورہ حدید ع ۲آیت ۱۸وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ جولوگ ہماری آیتوں سے انکارکرتے ہیں اورجھٹلایا کرتے ہیں یہی لوگ دوزخی ہیں۔

اب یہ دعویٰ کہ انجیل بدل گئی یا کھوگئی ہے سراسر غلط اورقرآن کے دعویٰ اورتعلیم کے خلاف ہے کیونکہ اسی پر ایمان لانے کے لئے تمام اہل اسلام کوحکم دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ خدا کے الہام سے ہے اسے قبول کرو اگریہ سچ نہ ہوتا توقرآن کا یہ دعویٰ کہ وہ اُن کتب مساوی کا محافظ اورمصدق ہے سراسر بے بنیاد ہوتا۔

لیجئے اب ذرا اس تصدیق کی خود تصدیق فرمائیے۔

زکریا کا احوال اور یوحنا اصطباغی کی پیدائش کا واقعہ

مقدس لوق کی انجیل ۱: ۱۸، ۲۶، ۳۹، ۴۰، ۵۶، ۶۴ ان ایات کی تلاوت سے مندرجہ ذیل واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔

اول جبرئیل فرشتے نے پیش خبری کی کہ زکریا فرزند موعود کی پیدائش تک گونگا رہے گا۔

دوم۔ زکریا جبرائیل فرشتے کے جانے کے بعد ہی گونگا ہوگیا۔

سوم۔ زکریا کا گونگا پن یوحنا کی پیدائش اورختنہ کے روزتک جاررہا۔

چہارم۔ فرشتے کے ظہوراوریوحنا کی پیدائش کا درمیانی وقفہ ۹ماہ کا تھا۔

(۱۔) مگرسورہ آل عمران رکوع ۴آیت ۳۷تا ۳۰ تک قَالَ آيَتُكَ أَلاَّ تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ إِلاَّ رَمْزًا۔

(۲۔) سورہ مریم رکوع ۴آیت ۱۰قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا توبرابر تین دن لوگوں سے بات نہ کرے گا۔ یہی جبرائیل قرآن کا پیغامبر ہے اورانہیں نے زکریا کویہ خوشخبری سنائی کہ وہ ۹ ماہ تک گونگا رہے گا اورقرآن میں وہ بھول جاتا ہے کہ اس نے زکریا سے کیا کہا تھااورفوراً ۹ ماہ کوتین دن میں تبدیل کردیتا ہے تاکہ قرآن صادق ٹھہرے۔

سیدنا مسیح کی زندگی سے متعلق واقعات

(الف) حضور المسیح کی پیدائش مقدس کنواری مریم کومسیح کی پیدائش کی خبرناصرت میں جہاں وہ رہتی تھی دی گئی۔ اب ذرا دیکھئے کہ قرآن اس الہامی کلام کو جبرائیل نے مریم بتولہ کودیا کس طرح تصدیق کرتا ہے۔

سورہ آل عمران آیت ۳۶وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقاً قرآن کہتا ہے کہ مقدسہ بتولہ یروشلیم میں زکریا کی کفالت میں رہتی تھی۔

مفسرین جلال الدین اوربیضاوی کا یہ کہنا ہے کہ مقدسہ مریم زکریا کی کفالت میں کردی گئی تھی جس نے ہیکل میں اس لئے ایک حجرہ بنادیا تھااوراُن کی ضروریات پہنچایا کرتا تھا۔

سورہ مریم رکوع ۲آیت ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۹(ترجمہ) اورکتاب میں مریم کا مذکورکرکہ جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہوکرپورب رخ ایک جگہ جابیٹھیں اورلوگوں کی طرف سے پردہ کرلیا توہم نے اپنی روح جبرائیل کوان کی طرف بھیجا اوروہ اچھے خاصے آدمی کی شکل بن کر ان کے روبروآکھڑا ہوا۔۔۔ کہا کہ میں پس میں تمہارے پروردگارکا بھیجا ہوا ہوں اس لئے کہ تم کوپاک طعینت لڑکا دوں۔

سورہ آل عمران ع ۵آیت ۴۴إِذْ قَالَتِ الْمَلآئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔

اب بشارت حضرت مریم کو ازروئے قرآن اس وقت ملی جب آپ یروشلیم میں تشریف رکھتی تھیں مگرانجیل مقدس کے بیان کے مطابق جوجبرائیل ہی نے ان کوبتایا وہ ناصرت میں سکونت پذیر تھیں ناصرت یروشلیم سے شمال مشرق کی جانب سات میل کی دوری پر ہے (ملاحظہ کریں اوران دونوں پیغامات کا دینے والا جبرائیل ہے)۔

(ب) سیدنا مسیح کی جائے پیدائش ۔لوقا کی انجیل ۲: ۶تا ۷)۔ حضورکی جائے ولادت بیت لحم کے گاؤں کی سرائے کی کوئی چرنی ہے)۔

اورجب وہ وہاں پر تھے (یوسف اورمریم) توایسا ہوا کہ اس کے جننے کا وقت آپہنچا اوروہ پہلوٹھا بیٹا جنی اوراس کو کپڑے میں لپیٹ کرچرنی میں رکھا کیونکہ اس کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی۔

اب ذرامصدقا لمابین یدیہ کی تفسیر سنیئے۔

سورہ مریم رکوع ۲آیت ۲۳فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۔یعنی ان کو حمل رہ گیا اورحمل لے کرکسی دورکے مکان میں ہوبیٹھیں پھر دردزہ نے ان کوکھجورکے تنے کی طرف لے گیا۔

اب اس قرآنی بیان کے مطابق سیدنا مسیح کسی کھجورکی جڑ کے نزدیک پیدا ہوئے۔ مگرالہام جوانجیل مقدس میں موجود ہے اُنکی پیدائش بیت لحم میں بیان کرتا ہے (اس کی

شہادت بیت لحم میں موجود ہے) یہ اس لئے بھی صادق ہے کیونکہ میکاہ ۵: ۲ کے مطابق ہے جوسیدنا عیسیٰ کی پیدائش سے پانچ سوسال پہلے کی ایک پیشین گوئی ہے۔ اب اس جگہ صادق کون ہے۔

سیدنا مسیح کی موت

انجیل مقدس میں سیدنا مسیح کی موت کی بہت ہی اہمیت اورفضیلت اس لئے بخشی گئی ہے کہ آپ کی آمد کا مقصد اورمدعا ہی یہی تھا۔ تمام رسول اس واقعہ کا بالتفصیل اپنی اپنی انجیل میں ذکرکرتے ہیں اوراس کے ساتھ تواریخی ثبوت بہم پہنچاتے ہیں اُنہوں نے سب سے لمبا حصہ یا بڑے بڑے ابواب اسی ماجرے کے بیان میں لکھے ہیں۔ اس واقعہ کا تذکرہ رسول پولوس بھی اپنے خطوں میں بیان کرتا ہے ۔رومیوں ۵: ٦--- "توعین وقت پر مسیح بے دینیوں کی خاطر موا"۔

لوقا کی انجیل ۲۳: ٤٦ اورجب یسوع بڑی آواز سے چلایا اے باپ میں تیرے ہاتھوں میں اپنی جان کوسونپتا ہوں۔ یہ کہا اورجان دے دی اب قرآن اس الہٰی الہام کوجوخداوند کی پیدائش سے سات سوسال پہلے یسعیاہ کے ۵۳ باب میں تفصیل سے مذکورہے یو ں تصدیق کرتاہے۔ سورہ نسائی رکوع ۲۲آیت ۱۵۷تا ۱۵۸۔وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُواْ فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلاَّ اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَل رَّفَعَهُ اللّهُ إِلَيْهِ اوریقیناً ان کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔

اب قرآن کا یہ وہ مقام ہے جہاں تمام الہام ربانی پیشن گوئیاں اورشہادتیں ٹھکرائی گئی ہیں اوراس کی وجہ لاعلمی اورغفلت ہے---۔مقابلہ کریں سورہ مریم ع ۱آیت ۱۵۔ اس جگہ یوحنا کے لئے ایک برکت کا ذکر ہے جوزکریاہ کوسنائی جاتی ہے۔ یعنی وسلمہ علیك یوم ولد ویوم

موت یوم یبعث حیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ (۱) یوحنا پیدا ہونے والا تھا(۲) اورمرنے والا تھا(۳) اوربعد موت زندہ کھڑا ہونے والا تھا۔

سورہ مریم ع ۲آیت ۳۴ سیدنا مسیح کی سوانح عمری بیان کرنے کے بعد لکھا ہے ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ یہ ہے عیسیٰ ابن مریم کی سچی سچی بات جس میں لوگ جھگڑا کرتے ہیں۔ اب غورکریں یہ سچی سچی بات کیا ہے۔

سورہ مریم رکوع ۲آیت ۳۳وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا یعنی مجھ پرخدا کی امان جس دن پیدا ہوا اورجس دن میں مروں گا اورجس دن زندہ کھڑا کیا جاؤں گا۔

اب یہ برکت کے الفاظ حضرت عیسیٰ کے خود فرمائے ہوئے ہیں اورسچی سچی بات کہتے ہیں توپھر تصدیق کرنے والا گواہ یہ خبر کہاں سے لے آتا ہے؟ممکن ہے یہ امر ذیل کے حوالے سے کچھ صاف دیکھے سورہ آل عمران ۶آیت ۵۳، ۵۴۔

"یہودنے داؤ کیا اوراللہ نے داؤکیا اورداؤ کرنے والوں میں اللہ بہتر ہے (داؤ کے لئے لفظ مکراستعمال کیا گیا ہے)۔۔۔اللہ نے کہا اے عیسیٰ دنیا میں تمہاری رہنے کی مدت پوری کرکے ہم تم کو اپنی طرف اٹھالیں گے اورکافروں سے پاک کریں گے۔ اس لفظ متوفیك ورفعك الی الفاظ ہیں جسورہ النسائی کے بیان کے مطابق نہیں۔ اب یہاں ایک بیان دوسرے کی تردید کرتا ہے۔ اب غورفرمائیں کہ اس بیان نے کچھ مختلف ہے کتنا فتنہ پیدا کردیا۔ کیونکہ

(۱) یہ بیان یہودیوں مسیحیوں کے دشمن تھے ان کی روایات کے بھی خلاف ہے۔

(۲۔) یہ بیان بت پرست مصنفین کے بیان کے بھی خلاف ہے جویہود اورانصاری دونوں کے خلاف تھے۔ مثلاً (Tasitus) ٹیسٹس رومی مورخ یوں لکھتا ہے" اس نام مسیحی کا مبتدا شخص نام خرس طوس جوشہنشاہ طرباس کے عہدسلطنت میں پنطوس پیلاطس کی حکومت میں موت کا سزا یاب ہوا۔ (دختر۱۵باب ۴۴)۔

(۳۔)عیسیٰ نہیں ہوا ان تمام نبوتو ں کے بھی خلاف ہے جوالہام کے ذریعہ سے توریت،زبورمیں مسیح موعود کی بابت درج ہوئی ہیں۔

یہ موسیٰ کے بیان کے بھی خلاف ہے(پیدائش ۳: ۱۵۔)۔

یہ داؤد کی باتوں کے بھی خلاف ہے(زبور۱۱۶: ۱۰۔

یہ یسعیاہ نبی کی تحریر کے بھی خلاف ہے۔(یسعیاہ ۵۳: ۸تا ۱۲)۔

(۴۔) یہ بیان کہ عیسیٰ یعنی مسیح نہیں ہوا جوعیسیٰ کے بیان کے بھی خلاف ہے۔

سورہ آل عمران ۵ آیت ۴۳۔ جب فرشتوں نے کہا اے مریم خدا تم کو اس کلمے کی خبردیتا ہے اس کا نام مسیح ہوگا وہ دنیا اورآخرت دونوں میں روداراورخدا کے مقربین میں سے ہے۔

مشکوات المصابیح باب الحوض الشفاعت جلد ۴ میں لکھا ہے۔

مگر موسیٰ کہے گا جاؤ عیسیٰ کے پاس جو خدا کا بندہ اوراُسکا رسول اورخدا کی روح اوراس کا کلمہ ہے۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ کیا روح اللہ اورکلمتہ اللہ نعوذباللہ جھوٹ بولے گا اب وہ الفاظ سنئے جومسیح کی زبانی انجیل میں درج ہیں۔

متی ۱۲: ۴۰ جیسے یونس تین دن اورتین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا ویساہی ابن آدم (یسوع) تین دن تین رات زمین کے اندررہیگا۔

متی ۲۰: ۱۷تا ۱۹ ابن آدم سردارکاہنوں اورفقیہوں کے حوالے کیا جائے گا اوروہ اس کو قتل کا حکم دیں گے اوراسے غیرقوموں کے حوالے کریں گے تاکہ اسے ٹھٹھوں میں اڑائیں اور کوڑے ماریں اورصلیب پرچڑھائیں اوروہ تیسرے دن زندہ کیا جائے گا۔

متی ۲۶: ۱تا ۲۔ اورابن آدم مصلوب ہونے کوپکڑوایا ہی جائے گا۔

مرقس ۸: ۲۱ اوروہ قتل کیا جائے اورتین دن کے بعد وہ جی اٹھے ۔

لوقا ۲۳: ۴۳۔ اس نے چورسے کہا۔آج ہی تومیرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔

یوحنا ۱۹: ۲۵۔ کیا یہ ممکن تھاکہ وہ مسیح کا ہمشکل جوصلیب پر تھا یوحنا کوایسے الفاظ کہتا اوروہ مریم کوجوسیدنا مسیح کی والدہ تھیں اپنے گھر لے جاتا۔ کیا ایک ماں اپنے بچے کوپہچان بھی نہ سکے۔

(۵۔)سورہ النسائی کا یہ بیان کہ مسیح نے مرا رسولوں اورمسیح کے شاگردوں کے بیان کے بھی خلاف ہے۔

دیکھئے ان رسولوں کے متعلق قرآن کیا کہتا ہے۔

سورہ آل عمران ع ۵آیت ۵۱ خدا کی راہ میں مددگار(من انصاریٰ الی اللہ)۔

سورہ صف ع ۳ آیت ۱۴يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ اے مومنو اللہ کے مددگاررہو جیسے کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ نے حواریوں سے کہا تھا کون ہے جوخدا کی طرف میرے مددگارہیں حواری بولے ہم خدا کے مددگارہیں۔

اب یہ وہ لوگ ہیں جن کو انصار کہا گیا ہے۔ اب انکی شہادت وقعت اورفخر کے ساتھ قبول کرنی واجب ہے۔

اب ملاحظہ کریں کہ یہ مسیح کی موت کے متعلق کیا کہتے ہیں۔

(الف) متی کی انجیل ۲۶: ۱، ۲، ۴۷- ۲۷: ۲۶، ۳۱، ۳۵، ۵۰ اس جگہ متی رسول فرماتے ہیں کہ کیونکہ یسوع پر فتویٰ دیا گیا اورمصلوب کیا گیا۔ کوڑے لگواکر اسے صلیب دینے کے لئے لے گئے اسے صلیب پر چڑھاکراس کے کپڑے بانٹ لئے۔۔۔یسوع نے چلاکر جان دیدی۔

(ب)مقدس یوحنا کی انجیل ۱۸باب ، ۱۹: ٦، ١٦، ۱۷۔

جیسے ہم اوپر ذکرکرآئے ہیں کہ جس نے مصدقا لما بین یدیہ کا دعویٰ توکیا مگر توریت سے سب مقامات کی تردید ہی کرنا رہا بعینہ انجیل کے مشہورمقامات کی بھی بجائے

تصدیق کے تردید کرتا ہے جو بہت عجیب سی بات دکھائی دیتی ہے۔ مندرجہ ذیل واقعات ملاخظہ ہوں۔

(۱۔) زکریا کے گونگے ہونے کی بابت

(۲۔)سیدنا عیسیٰ کی پیدائش کی خبر کی بابت

(۳۔) سیدنا عیسیٰ کی جائے پیدائش کی بابت

(۴۔) سیدنا عیسیٰ کی موت کی بابت

یہ سب الہامی واقعات اورخدا کی طرف سے نشانیاں ہیں جن کو کبھی جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

سورہ الحدید ۱۹آیت وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۔

سورہ آل عمران آیت ۴" إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ بِآيَاتِ اللّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۔

اب ان آیا ت کے لحاظ سے کون أَصْحَابُ الْجَحِيمِاور عَذَابٌ شَدِيدٌ کا مستحق ہے وہی جو خدا کی آیات کوتبدیل کرتا ہے اوراس کی جگہ اپنے خیالا ت اورتوہمات کودرج کرتا ہے۔

اب ہم اس نتیجے تک پہنچ چکے ہیں کہ توریت، زبوراورانجیل خدا کے الہام سے ہیں اوران میں کسی قسم کی تحریف واقع نہیں ہوئی اورجیسے آنحضرت کی آمد سے قبل یہ من جانب اللہ تسلیم کی جاتی تھیں اب بھی ان کی عزت اوروقعت ویسی ہی ہے۔ کسی حاسد کے بدلنے یا کم وبیشی کرنے سے اس پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ کلام خدا ہے جوبرحق اورلاتبدیل ہے۔

دیکھو سورہ یونس ع۷ آیت ۶۳ لاَ تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللّهِ یعنی خدا کی باتوں میں ذرا بھی فرق نہیں آتا۔

اب قرآن کا یہ کہنا کہ وہ مصدقا لما بین یدیه وانزل التواره والانجیل من قبل هدی للناس کا مصداق اورمحافظ ہے ہمارے خیال میں یہ دعویٰ بے بنیاد ہے۔

اب اگرالزام تحریف یہود اورنصاریٰ پر محض اس عائد کیا جاتا ہے کہ قرآن کی صداقت عیاں کی جائے تویہ بھی سراسر بے بنیاد کیونکہ ابن معذر، ابن ابی حاتم، ابن مینا کے بیانات سے زیادہ معتبر کسی اور مفسر کا بیان نہیں۔یہ علمائی اورمفسر کسی تحریف لفظی کے قائل ہیں اوراگرزمانہ حال کا کوئی مفسر تحریف لفظی کا دعویٰ کرے تووہ فخر الدین رازی اورمحمد اسماعیل بخاری جیسے علمائی کی تردید کرتا ہے (کن معنوں میں قرآن مسیحی کتب مقدسہ کا مصدق اورمحافظ ہے ازڈاکٹر عماد الدین لاہز اپنی کتاب پندرہ لکچر صفحہ ۲۳ میں الہام کے متعلق یوں فرماتے ہیں :

" الہام ایسی تاثرات روح پیدا کرتا ہے جوغلط اورصرف عقلی خیال سے پیدا نہیں ہوسکتیں ۔ مثلاً باطنی پاکیزگی خدا کی حضوری کا احساس ، حقیقی نسلی ، زندہ ایمان اورامید ،حقیقی خوشی کا بیعانہ جوصحیح عرفان کا پہلا پھل ہے۔ دلاوری خدا کی اطاعت کردہ وغیرہ۔

یہ وہ باتیں ہیں جو کتاب مقدس (بائبل) سے بنی نوع انسان کوملتی ہیں اوروہ ہدایت کے لئے تیارہوتا جاتا ہے۔